کی خرابیٔ احوال اپنی جگہ، مصر کے حالات بہت خراب تھے۔ لادین قوم پرست، انگریزی اقتدار کی چالیں، قبطی صلیبوں کا انگریزی شہ پر شرانگیزی کرنا، نتیجۃً خانہ جنگی، حکمرانوں کا نفاق، تجدد پسندوں کی روش، مغربی تہذیب و معاشرت کی یلغار، تفریقِ دین و سیاست، خاتمۂ خلافت، آزادیٔ نسواں، اسلام کے لیے معذرت خواہانہ رویہ، عرب قومیت کا نعرہ (بلکہ فرعونیت کی لہر)، قدیم و جدید کی جنگ، لہو و لعب کا طوفان، ملحدانہ اور اسفل ادب کا فروغ — یہ تھیں بلائیں جن میں مصر گھرا تھا اور کچھ امید نہیں ہوتی تھی کہ سلامتی کا کوئی راستہ نکلے گا۔

وہ راستہ حسن البناء کی شکل میں نکلا، جنہوں نے دلسوزی کے ساتھ، مگر صبر و حکمت سے دعوتِ حق کا کام شروع کیا۔ اور وہ ڈگر چھوڑ دی کہ دین کی آواز ہمیشہ مساجد کے حلقوں سے بلند کی جاتی تھی۔ انہوں نے دعوتِ حق کا کام قہوہ خانوں، ہوٹلوں اور تنوروں کے مجمعوں سے شروع کیا۔ پھر یہ ڈائری اوّل سے آخر تک ان کے دعوتی تجربات اور عجیب عجیب واقعات اور کرداروں کو سامنے لاتی ہے۔ یہ تفاصیل پڑھ کر ہی معلوم کریں۔

خطباتِ بہاولپور | از جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب (مقیم پیرس) ناشر برائے اشاعت سوم: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵، پاکستان۔ بڑی تقطیع پر (۲۶ سطر فی صفحہ) ٹائپ سے سفید کاغذ پر چھپائی۔ ۴۶۶ صفحات کا یہ مجموعۂ تقاریر ہے، جو خطباتِ مدراس کی طرز کی چیز ہے۔ افسوس ہے کہ اتنی بھاری کتاب پر دبیز کارڈ کا ٹائیٹل لگا ہوا ہے۔ قیمت ۱۵۰/- روپے۔

میں تمہیدی فقرے میں یہ ذاتی تاثر بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ میری پسندیدہ علمی و دینی بزرگ شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ اور میں انہیں دورِ حاضر کے آسمانِ تاریخ ملت پر ایک درخشاں ستارے کی صورت میں دیکھتا ہوں۔

بہاولپور یونیورسٹی کی دعوت پر ڈاکٹر صاحب کے دیئے ہوئے یہ ۱۲ خطبات جو اس مجموعے میں ہیں، ایمانی شعور اور فہم دین کے لیے بہت مفید ہیں۔ موضوعات بہت اہم

ہیں: ۱- تاریخ قرآن مجید ۲- تاریخ حدیث شریف ۳- تاریخ فقہ ۴- تاریخ فقہ و اجتہاد ۵- اسلامی قانون بین الممالک ۶- دین (عقاید، عبادات، تصوف)۔ ۷- عہدِ نبویؐ میں مملکت اور نظم و نسق ۸- عہدِ نبویؐ میں نظام دفاع اور غزوات۔ ۹- عہدِ نبویؐ میں نظامِ تعلیم ۱۰- عہدِ نبویؐ میں نظامِ تشریع و عدلیہ ۱۱- عہدِ نبویؐ میں نظامِ مالیہ و تقویم ۱۲- عہدِ نبویؐ میں تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ۔ ہر لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ ہے۔ آخر میں کتابیات کی فہرست ہے نیز اشاریہ۔ کتاب میں نقشے بھی ہیں اور حضورؐ کے خط کا عکس بھی۔

عنوانات کو دیکھیں تو پورے اسلامی نظام پر حاوی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھے ہوئے مقالے پڑھنے کے بجائے عام طریق سے خطاب کیے ہیں۔ مسائل، اشخاص، کتب، علوم قرآن و حدیث و فقہ کی ترقی پر ایسے خوب صورت انداز میں گفتگوئیں کی ہیں کہ کسی ادبی نگارش کی طرح پُرلطف لگتی ہیں اور پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب اس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں۔ طریقِ تفہیم بہت ہی سادہ اور مؤثر ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خاص طور پر زور دے کر بتایا ہے کہ کتابِ الٰہی کی کتابت، تدوین و ترتیب اور اس کی حفاظت کے انتظامات اور تمام اُمت کو ایک قراءت اور ایک مرکزی نسخے پر جمع کر دینا کہ آج تک ایک شوشے کی تبدیلی بھی نہیں ہوسکی، حیرت ناک کارنامہ ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اُصولِ فقہ یا اُصولِ قانون کا علم دُنیا بھر میں کسی قوم نے پہلے مدون نہیں کیا تھا۔ یہ کام بھی صرف مسلمانوں کا کیا ہوا تھا۔ اسی طرح معیاری شکل میں قانون بین الممالک کی تدوین کا سہرا بھی مسلمانوں کے سر ہے۔

میں نے بہت غور سے دیکھا کہ اس دَور کی ناوک اندازیوں کا نشانہ بننے والے اہم مسائل میں ڈاکٹر صاحب کا موقف بڑا مضبوط ہے۔ حتیٰ کہ رجم، امام مہدی، سُود، ڈاڑھی، غلامی وغیرہ مسائل پر ڈاکٹر صاحب نے اچھی رہنمائی دی ہے۔ بلکہ سُود کی حرمت کے بھی وہ قائل ہیں، مگر ایک مقام پر اُلجھن ہوتی۔ ص ۱۱۳ پر یہ ہے کہ "اگر ایسے بنک کا سُود ہو جس میں قرض دہندہ اور قرض حاصل کنندہ، دونوں منفعت اور خسارے

میں برابر کے تناسب سے شریک رہنے پر آمادہ ہوں تو وہ روا نہیں"۔ عملاً یہ خوب صورت الفاظ جامۂ عمل نہیں پہن سکتے۔ یہ بھی سوچتا رہا کہ کیا ہم مکّہ کے دَورِ دعوت و ہجرت کے رسم و رواج کو اس وقت کی شریعت اسلامی کا ماخذ قرار دے سکتے ہیں؟ (ص ۸۸)

میرا خیال ہے کہ دَورِ جاہلیت کے باقیات اور معروفات میں سے جس چیز کو قرآن اور نبی قبول کر لیں وہ اس کے بعد سے شریعت میں شامل ہوں گی۔ فی نفسہٖ شریعت کا ماخذ کہنا غیر ضروری ہے۔ عورت کی نبوّت پر یہ کہنا کہ ایک طرف خدا کا حکم ہے، دوسری طرف یہودیوں کا بیان، لہٰذا میرے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہے؟ کیوں مشکل ہے صاحب! آپ سیدھے سیدھے خدا کا ساتھ کیوں نہ دیں۔ (ص ۱۳۱) قرآنی مثال شجرۂ طیبہ کا اطلاق اسلامی فقہ پر اچھا لگا۔ (ص ۸۵)۔ اُم ورقہ کی امامت والا قصہ بڑوئے تحقیقِ حدیث درست نہیں بہ حیثیت مجموعی دین کا علم اور دین کی محبت دینے والی بہت قیمتی کتاب ہے۔

پہاڑوں کا بیٹا | از جناب ملک احمد سرور صاحب۔ ناشر: مکتبۂ ہمدرد ڈائجسٹ ۲۴، چیمبرلین روڈ، لاہور۔ اسٹاکسٹ: البدر پبلیکیشنز ۲۳۔ راحت مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ سفید کاغذ پر صاف ستھری طباعت، دبیز آرٹ کارڈ کا رنگین ٹائیٹل۔ ص ۲۴۶۔ قیمت: ۴۵/- روپے۔

نوجوانوں کے لیے لکھے گئے اس عوامی ناول کو پڑھ کر میں بہت خوش ہوا۔ فن کی مروّجہ باریکیوں کی ایسے لٹریچر میں اتنی اہمیت نہیں ہوتی، جتنی ان واقعات و کردار کی سادہ تصویر کشی کی ہوتی ہے جن کی کڑیاں جڑنے سے ناول بنتا ہے اور ناول کی وحدت کو ایک یا چند مستقل کردار اور علّت و معلول یا مہمات اور نتیجہ کا تسلسل قائم کرتا ہے۔

اس ناول کی ریڑھ کی ہڈی علی کا کردار ہے جو مجاہد سپاہی سے ترقی کر کے اپنی بہادری اور جنگی حکمتِ عملی کی مہارت۔ اور عملی کارناموں کے ذریعے کمانڈنگ پوزیشن تک پہنچا۔ علی ناول کے آسمان پر لہراتی ہوئی بجلی محسوس ہوتا ہے۔ یہاں کڑکی، وہاں چمکی، ادھر گری